بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مستورات کی مسنون نماز

حسبِ ایماء

حضرت مولانا مفتی محمد ابوبکر جابر صاحب قاسمی زید مجدہم

ناظم ادارۂ کہف الایمان حیدرآباد

مرتب

محمد عبدالعلیم قاسمی

خادم کہف الایمان حیدرآباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام رسالہ	مستورات کی مسنون نماز
حسب ایماء	حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی زید مجدہم
نام مرتب	محمد عبدالعلیم قاسمی خادم کہف الایمان بورابنڈہ حیدرآباد فون نمبر:9063802770
صفحات	۵۲

فہرستِ مضامین

تقریظ

حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی زید مجدہم

ناظم ادارۂ کہف الایمان حیدرآباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

اگر موٹا موٹا سرسری جائزہ لیا جائے تو مسلمانوں میں پانچ دس فیصد بھی پنج وقتہ نمازی نہیں ہیں، آگے معاملات، معاشرت اور اخلاقیات کا ذکر ہی کیا!! پھر عورتوں میں تناسب اور بھی کم ہو جاتا ہے، دوسری طرف عالمی اور ملکی حقیقی مسائل اور قابلِ اصلاح افکار کا ایک انبار ہے؛ لیکن امت مسلمہ میں ایک طبقہ قدیم اختلافی غیر اہم مسائل میں الجھا تا رہتا ہے، عورتوں کو بھی مردوں کی طرح نماز پڑھنے کی تلقین پر زور طریقہ پر اول وہلہ میں کرتا رہتا ہے، دیگر فقہی مذاہب کا انکار اور ان پر سے اعتماد اٹھانا ہی اس کا محبوب مشغلہ ہے، ادارۂ کہف حیدرآباد فیصل انٹرنیشنل دیوبند سے مسنون نماز چھپوا تا رہتا ہے، جس میں حنفی نماز احادیث وآثار کی روشنی میں جمع کر دی گئی، ضمناً عورتوں کی نماز کا بھی تذکرہ ہے، کچھ کتابتی اغلاط بھی ہیں۔

میں نے ضرورت محسوس کی کہ تمرینی انداز میں علاحدہ مستقل کتابچہ ترتیب دیا جائے، یہ کام ہمارے رفیقِ تدریس مفتی عبدالعلیم قاسمی ابن مفتی جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم (مترجمِ فقہ البیوع) کے حوالہ کیا، مختصر اور ضروری وضاحتوں کے ساتھ مستورات اور طالبات کی خدمت میں رسالہ پیش کیا جا رہا ہے؛ تا کہ نماز کی عملی شکل

درست ہوجائے، اور قرآن و حدیث اور دلائل کی روشنی میں ہونے کا انشراح بھی ہوجائے، خدائے تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، مزید علمی وعملی مقبول کاموں کے لیے قبول فرمائے، آمین۔

ابوبکر جابر قاسمی

خادم کہف الایمان حیدرآباد

۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ

۸ ستمبر ۲۰۲۳ء

عرضِ مرتب

* بندے کی ہزار نالائقیاں اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات !!اس کا شکر تو ادا ہو ہی نہیں سکتا، پھر بھی تعمیلِ ارشادِ خداوندی (وَاشْكُرُوا لِي.(البقرة:۱۵۲)) کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں شکر بجالاتا ہوں اور اس کی رحمتوں کا طالب ہوں۔

* اظہار کروں یا نہ کروں ؛ یہ حقیقت ہے کہ تھوڑی بہت بھی صلاحیت اگر بندے میں موجود ہے تو وہ اسباب کے دائرے میں مشفق اساتذۂ کرام و برادران کے علاوہ والد ماجد کی توجہات وعنایات کا نتیجہ ہے،اور والدہ ماجدہ تو ہمیشہ دعاؤں سے نوازتی رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے شایانِ شان اجرِ جزیل نصیب فرمائے۔

*حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی زید مجدہم کے حکم پر بندے نے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے، آپ ایک وسیع المطالعہ اور گراں قدر علمی شخصیت ہیں، علم سے اسی خصوصی شغف کی بنا پر اصحابِ کہف کو متعدد علمی کاموں کی جانب توجہ دلاتے رہتے ہیں؛ بلکہ سپرد بھی کرتے ہیں، یہ آپ کا بڑا احسان ہے، اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ آپ کو عطا فرمائے اور صحت وطاعت کے ساتھ آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

* اس رسالے کی ترتیب میں سب سے زیادہ استفادہ استاذی مفتی مکرم محی الدین صاحب قاسمی زید مجدہم کی کتاب ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز“ سے کیا ہے، جزاه الله احسن الجزاء، دیگر مراجع جو پیشِ نظر رہے ہیں ان کی فہرست آخر میں ذکر کر دی گئی ہے۔

* اخیر میں تمرینی سوالات دیے گئے ہیں، ان سے کما حقہ استفادہ تبھی ہو سکتا ہے

جب کہ کتاب کا اولاً اچھی طرح مطالعہ کیا جائے، مکمل ہونے کے بعد کتاب دیکھے بغیر ان سوالات کو حل کیا جائے۔

* اخیر میں اس رسالہ کا مطالعہ کرنے والے مرد و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ بندہ کے ساتھ اس کی مرحومہ بہن - جو عالمہ فاضلہ اور اخلاق عالیہ کی حامل تھیں، جوانی میں ہی داغ مفارقت دے گئیں - کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں، نیز انسان ہونے کے ناطے اس رسالے میں کچھ غلطی رہ گئی ہو تو مطلع فرمائیں، یہ آپ کا گراں قدر تعاون ہوگا۔

محمد عبدالعلیم

خادم کہف الایمان بورابنڈہ حیدرآباد

۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ

۸ ستمبر ۲۰۲۳ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرد وعورت کی نماز کے درمیان فرق

مرد وعورت بحیثیتِ انسان مساویانہ حقوق رکھتے ہیں؛ لیکن ان کی فطرت، جنس، طبیعت اور مزاج الگ تھلگ ہیں، جس کی وجہ سے شریعت اسلامی میں ان کے احکام کے درمیان نمایاں فرق رکھا گیا ہے؛ تاکہ کوئی حکم کسی کی فطرت ومزاج کے خلاف نہیں؛ بلکہ ہم آہنگ ہو، اور تقریباً یہ احکام کا اختلاف حیاتِ انسانی کے ہر شعبہ میں نظر آئے گا، نمونہ کے طور پر کچھ فروق نقطہ وار انداز میں پیش کیے جاتے ہیں:

* جہاد مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔
* کمانے اور اہل وعیال کے نفقہ کی ذمہ داری مرد کے کندھوں پر ہے، جب کہ عورت چہار دیواری میں رہ کر گھر کے اندرونی انتظام پر توجہ دے گی۔
* سعی بین الصفا والمروۃ کے وقت میلین اخضرین کے درمیان مردوں کو دوڑنے کا حکم ہے جب کہ عورتیں آہستہ چلیں گی۔
* طواف کے دوران مردوں کو رمل کا حکم ہے؛ لیکن عورتیں عام حالت پر ہی طواف کریں گی۔
* مردوں کے لیے بہ حالتِ احرام سلے ہوئے کپڑے ممنوع ہیں؛ لیکن عورتوں کو اجازت ہے۔
* عورت کے بال اگر گندھے ہوئے ہوں تو غسل کے وقت انہیں کھولنا ضروری نہیں ہے، جب کہ مرد کے لیے ضروری ہے۔

یہ فروق تو دیگر شعبوں سے متعلق تھے جو نمونہ کے طور پر مختصراً ذکر کیے گئے، نماز میں بھی بہت سے مسائل کے اندر مرد وعورت کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھا گیا ہے:

* نماز میں سر کا ڈھانکنا مرد کے لیے ضروری نہیں، جب کہ عورت کے لیے ضروری ہے۔
* جمعہ، عیدین اور باجماعت نماز عورتوں کے لیے نہیں ہیں۔
* وہ امام اور مؤذن نہیں بن سکتی، اگر امام بنے تو صف میں ہی کھڑی ہوگی، صف سے آگے نہیں۔
* باجماعت نماز کی صورت میں عورت کی صف سب سے پیچھے رکھی گئی ہے۔
* امام کی غلطی یا نماز پڑھتے ہوئے کسی کے سامنے سے گزرنے پر تنبیہ کے لیے تسبیح کے بجائے تصفیق کا حکم ہے۔

فرق کا مدار ستر پر ہے

مندرجہ بالا احکام پر غور کرنے سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ ان سارے فروق کا مدار ستر وحجاب پر ہے، شریعت ہر موڑ پر چاہتی ہے کہ عورت مستور رہے اور پردہ میں رہے، اور اپنی ساری ذمہ داریاں مستور رہ کر ہی انجام دے، ایک حدیث سے یہ بات خوب واضح ہوتی ہے:

الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَت اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا إِذَا هِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا.

(صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۵۵۹۹)

عورت ستر ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو گھورتا ہے، اور عورت اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔

دوسری حدیث میں ہے:

صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا.

(ابوداؤد، حدیث نمبر:۵۷۰)

عورت کے لیے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر گھر کے اندر نماز پڑھنا ہے، اور گھر میں نماز پڑھنے سے بہتر بالکل اندرونی حصے میں نماز ادا کرنا ہے۔

فقہاء کرام نے شریعت کے اس مزاج و منشا کو ملحوظ رکھتے ہوئے نماز پڑھنے کی صفت و کیفیت میں بھی مرد و عورت کے درمیان فرق کیا ہے، جن میں سے بعض فروق کے بارے میں صراحۃً احادیث ہیں اور بعض کے متعلق آثارِ صحابہ و تابعین جو کہ درحقیقت شارحینِ حدیث ہیں اور جنہوں نے حیاتِ نبوی کا بامعانِ نظر مشاہدہ کیا ہے، ذہن میں یہ بات بھی راسخ رہنی چاہیے کہ صفتِ صلاۃ میں مقصود و مطلوب عورت کا مستور ہونا ہے؛ لہٰذا جس کیفیت میں وہ زیادہ مستور ہوگی وہی اس کے لیے شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہوگی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب انداز میں اس مضمون کو بیان کیا ہے:

وَقَدْ أَدَّبَ اللّٰهُ تَعَالَى النِّسَاءَ بِالِاسْتِتَارِ وَأَدَّبَهُنَّ بِذَلِكَ رَسُولُهُ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأُحِبُّ لِلْمَرْأَةِ فِي السُّجُودِ أَنْ تَضُمَّ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ وَتُلْصِقَ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَتَسْجُدَ كَأَسْتَرِ مَا يَكُونُ لَهَا وَهَكَذَا أُحِبُّ لَهَا فِي الرُّكُوعِ وَالْجُلُوسِ وَجَمِيعِ الصَّلَاةِ أَنْ تَكُونَ فِيهَا كَأَسْتَرِ مَا يَكُونُ لَهَا وَأُحِبُّ أَنْ تَكْفِتَ جِلْبَابَهَا وَتُجَافِيَهُ رَاكِعَةً وَسَاجِدَةً عَلَيْهَا لِئَلَّا تَصِفَهَا ثِيَابُهَا.

(کتاب الام ۱/۳۸)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو یہ ادب سکھلایا ہے کہ وہ مستور رہیں، اور میں پسند کرتا ہوں کہ عورت سجدہ میں اپنے اعضاء باہم ملا لے، اور پیٹ کو رانوں سے ملا لے، اور جس

کیفیت میں زیادہ مستور ہو اسی پر سجدہ کرے، اسی طرح رکوع، قعدہ اور ساری نماز اس صفت پر ادا کرے جس میں وہ زیادہ مستور ہو، اور میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے کپڑے سمیٹ لے اور رکوع وسجدہ میں ان کو ڈھیلا رکھے؛ تاکہ اس کے اعضاء نمایاں نہ ہوں۔

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَجُمَّاعُ مَا يُفَارِقُ الْمَرْأَةَ فِيهِ الرَّجُلُ مِنْ أَحْكَامِ الصَّلَاةِ رَاجِعٌ إِلَى السِّتْرِ، وَهُوَ أَنَّهَا مَأْمُورَةٌ بِكُلِّ مَا كَانَ أَسْتَرَ لَهَا. (سنن کبری بیہقی ۲ / ۳۱۴)

نماز کے احکام میں مرد وعورت کے درمیان جو فرق ہے ان سب کا مدار ستر پر ہے، اور وہ ہر اس ہیئت (کو اختیار کرنے) کی مامور ہے جس میں وہ زیادہ مستور ہو۔

عورتوں کی نماز کا مسنون طریقہ — اجمالی طور پر

کامل طہارت (وضو یا غسل) کے بعد جو نماز (فرض یا نفل/ ادا یا قضا) پڑھنا چاہ رہی ہے اس نماز کی نیت کرتے ہوئے قبلہ کی جانب رخ کر کے **کھڑی ہو جائے:**

- سر کو معتدل انداز سے اپنی حالت پر رکھا جائے، نہ جھکایا جائے اور نہ اٹھایا جائے۔
- پیروں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھی جائیں۔
- دونوں پیروں کو نہ ملا کر رکھا جائے نہ کافی فاصلے پر؛ بلکہ اتنا ہی فاصلہ ہو جو عام حالات میں چلتے چلتے فوراً رک جانے کے وقت ہوتا ہے، متوسط ڈیل ڈول کی عورتوں کے لیے چار انگلی کا فاصلہ۔
- نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھی جائے۔

* **پھر تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کے لیے ہاتھ اٹھائے:**

- تحریمہ کے لیے ہاتھ سینہ تک اٹھائے جائیں۔
- ہاتھ آستین سے نہ نکالے۔
- ہتھیلی کا رخ قبلہ کی جانب ہو۔
- انگلیوں کو نہ بالکل ملانا چاہیے نہ باہم فاصلہ رکھنے کا اہتمام اور نہ ان کو موڑنا چاہیے؛ بلکہ ان کو اپنی طبعی حالت پر رکھے۔
- ہاتھ سینہ تک اٹھانے کے بعد تکبیر کہی جائے۔

* **پھر چھاتی کے نیچے ہاتھ باندھے**

- ہاتھ باندھنے کی کیفیت یہ ہو کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ لی جائے۔

- انگلیوں سے حلقے وغیرہ بنا کر کلائی نہ پکڑی جائے۔

* پھر ثناء پڑھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

* پھر تعوذ پڑھے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

* اس کے بعد تسمیہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

* پھر سورۂ فاتحہ پڑھے۔

* سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہے۔

* اس کے بعد کوئی اور سورت (مکمل یا کچھ حصہ) پڑھے

- پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبی کرے۔
- جہری نمازوں میں بھی آہستہ سے قراءت کرے

* پھر رکوع میں چلی جائے:

- رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہی جائے۔
- رکوع میں صرف اتنا جھکے کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جائیں۔
- گھٹنوں پر ہاتھ یوں ہی رکھے، مضبوطی سے نہ پکڑے۔
- گھٹنوں کو موڑ کر رکھے۔
- بازو کو پہلو سے ملادے اور انگلیاں ملا کر رکھے۔
- سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین بار پڑھے۔

* پھر رکوع سے اٹھ جائے:

- اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے۔

- اس کے بعد رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے۔
- رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑی ہو جائے۔

*** پھر سجدے میں چلی جائے:**

- سجدے میں جاتے وقت تکبیر کہی جائے۔
- سجدہ میں پہلے دونوں گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے۔
- چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہو۔
- انگوٹھے کان کے پاس ہوں۔
- ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں۔
- سجدہ میں عورت سمٹی ہوئی رہے۔
- پیٹ ران سے اوکہنی بازو سے ملا ہوا ہو۔
- سجدہ میں سرین اونچی نہ کرے۔
- سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى تین بار پڑھے۔

*** پھر سجدہ سے اٹھ جائے:**

- سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر کہے۔
- جلسہ میں یہ دعا پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ لِي.

*** پھر دوسرا سجدہ کرلے، اس طرح ایک رکعت مکمل ہو جائے گی۔**

*** دوسرے سجدہ کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑی ہو جائے:**

- سجدہ سے اٹھ کر سیدھے کھڑی ہو جائے، بیٹھے نہیں۔
- سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے چہرہ پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھائے۔
- اٹھتے وقت بلا عذر زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے۔
- دوسری رکعت میں ثناء اور تعوذ نہ پڑھے۔

* پھراوپر بیان کیے گئے طریقہ کے مطابق قراءت، رکوع، قومہ وسجدہ کرے، پھر دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ جائے:

- قعدہ میں دونوں ہاتھ ران پر رکھے۔
- سرین کے بل بیٹھے۔
- دونوں پاؤں دائیں جانب نکال لے۔
- تشہد پڑھے (قعدۂ اولیٰ میں صرف اسی پر اکتفا کرے)

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

*تشہد میں انگلی سے اشارہ کرے:

- اشارہ کے موقع پر خنصر وبنصر کو موڑ لیا جائے۔
- وسطیٰ اور ابہام سے حلقہ بنایا جائے
- شہادت کی انگلی سے قبلہ کی جانب اشارہ کیا جائے۔
- نگاہ بھی اس انگلی پر جمی ہوئی ہو۔
- لا الہ پر انگلی اٹھائی جائے اور الا اللہ پر رکھ دی جائے۔
- انگلی کو حرکت دیتی نہ رہے۔
- انگلیوں کے موڑے رکھنے اور حلقہ بنانے کی یہ کیفیت نماز کے ختم تک رکھے۔

* درود ابراہیمی پڑھے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ

بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ،
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

* دعائے ماثورہ پڑھے:

اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

* پھر سلام پھیرے۔
- پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف۔
- سلام میں فرشتوں کی نیت کرے۔
- دوسرے سلام کی آواز پہلے سلام سے پست رکھے۔

* نماز کے بعد تین بار استغفار کرے

* یہ دعا پڑھے:

اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

عورتوں کی نماز کا مسنون طریقہ — تفصیلی طور پر

گزشتہ سطور میں عورتوں کے لیے نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے اس کو اجمالاً ذکر کیا گیا تھا؛ تاکہ ایک نظر میں سارے افعال آجائیں اور اس کو دیکھ کر اپنی نماز درست کرنا آسان ہو جائے، آگے اسی طریقہ کو قرآن وحدیث اور آثار کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے؛ تاکہ بصیرت کے ساتھ خواتین اپنی نماز ادا کرسکیں۔

تحریمہ کا مسنون طریقہ

تحریمہ نماز کا اہم رکن ہے، جس کے بغیر نماز ہی شروع نہیں ہوتی، سنت کے مطابق تحریمہ میں درج ذیل چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے:

* **تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھائے جائیں**، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فعل نقل کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ ... إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَۃَ. (بخاری، حدیث نمبر:۷۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا آغاز فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

* **ہاتھ سینہ تک اٹھائے جائیں**، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

وَالْمَرْأَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْہَا حِذَاءَ ثَدْیَیْہَا.

(معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر:۲۸)

اور عورت اپنے ہاتھ اپنے پستانوں (سینہ) تک اٹھائے گی۔

حضرت عبدربہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رَأَیْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ کَفَّیْہَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہَا حِینَ

تَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۴۷۰)

میں نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کو نماز کے آغاز کے وقت اپنے ہاتھ کندھوں کے مقابل اٹھائے ہوئے دیکھا۔

کندھوں کے مقابل کا مطلب یہ ہے کہ انگلیوں کے سرے کندھوں کے مقابل تھے۔

اور حضرت عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

رَأَيْتُ حَفْصَةَ بِنْتَ سِيرِينَ...وَأَوْمَأَتْ حَذْوَ ثَدْيَيْهَا. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۴۷۵)

میں نے حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا کو پستان کے مقابل اشارہ (رفع یدین) کرتے ہوئے دیکھا۔

اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ عورت کہاں تک ہاتھ اٹھائے گی تو آپ نے فرمایا:

حَذْوَ ثَدْيَيْهَا. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۴۷۱)

اپنے پستانوں کے مقابل۔

یہی بات حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی:

تَرْفَعُ يَدَيْهَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا.

(مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۴۷۲)

اپنے ہاتھ کندھوں کے مقابل اٹھائے۔

اور حماد رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں:

تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلَى ثَدْيَيْهَا.

(مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۴۷۳)

اپنے پستانوں کے مقابل ہاتھ اٹھائے۔

* **سینہ تک جب ہاتھ اٹھائے تو اس کی کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ ہتھیلی کا رخ قبلہ کی جانب ہو،** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

وَلْيَسْتَقْبِلْ بِبَاطِنِهِمَا الْقِبْلَةَ. (معجم اوسط، حدیث نمبر:۷۸۰۱)

اور ہاتھوں کے اندرونی حصہ (ہتھیلی) کا رخ قبلہ کی جانب کرے۔

* **انگلیوں کو نہ بالکل ملانا چاہیے نہ باہم فاصلہ رکھنے کا اہتمام اور نہ ان کو موڑنا چاہیے؛ بلکہ ان کو اپنی طبعی حالت پر رکھے،** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل نقل کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا. (ترمذی، حدیث نمبر:۲۴۰)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، حال یہ کہ (انگلیاں) دراز ہوتیں۔

* **ہاتھ سینہ تک اٹھانے کے بعد تکبیر کہی جائے،** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ... ثُمَّ كَبَّرَ. (مسلم، حدیث نمبر:۳۹۰)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے، پھر تکبیر کہتے۔

ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ

* **چھاتی کے نیچے ہاتھ باندھے،** یہ ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے، یعنی اس پر اجماع ہے، اور اجماع مستقل دلیل شرعی ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والمراة تضع علی صدرها اتفاقا لان مبنی حالها علی الستر. (فتح باب العنایۃ ۱/ ۲۴۳)

عورت بالاتفاق اپنا ہاتھ سینہ پر باندھے گی؛ کیوں کہ عورت کی

حالتِ نماز کی بنیاد ستر پر ہے۔(یعنی جس کیفیت میں وہ زیادہ مستور ہو وہی پسندیدہ ہے۔)

علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و"یسن"وضع المرأۃ یدیھا علی صدرھا.
(مراقی الفلاح ۱/۹۷،وکذا فی الدر مع الرد ۱/۴۸۷ ودرالحکام ۱/۶۷)

عورت کا سینہ پر ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔

* **ہاتھ باندھنے کی کیفیت** یہ ہو کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ لی جائے،انگلیوں سے حلقے وغیرہ نہ بنائے جائیں۔(مراقی الفلاح ۱/۹۷)

قیام کا مسنون طریقہ

فرض وواجب نمازوں کے اندر قیام فرض ہے،بلا عذر بیٹھ کر نماز ادا کرنے سے نماز ہی نہیں ہوگی،مسنون طریقہ پر قیام کے لیے درج ذیل چیزیں ملحوظ رکھنی چاہئیں:

* **سر کو معتدل انداز سے اپنی حالت پر رکھا جائے،** نہ جھکایا جائے اور نہ اٹھایا جائے،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں صحابہ نے نقل کیا ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اعتدال کے ساتھ کھڑے ہوتے۔

اسی حدیث میں آگے اعتدال کی یہ وضاحت کی گئی ہے:

فَلَمْ يُصَوِّبْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْ.(ترمذی،حدیث نمبر:۳۰۴)

اپنے سر کو آپ نہ جھکاتے اور نہ اٹھاتے۔

* **پیروں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھی جائیں،** اور یہ اگرچہ صراحۃً مذکور نہیں ہے؛لیکن نماز کے دیگر ارکان جیسے تحریمہ،رکوع اور سجدے کے بارے میں صحابہ نے صراحۃً نقل کیا

ہے کہ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ و پیر کی انگلیاں قبلہ رخ رہتی تھیں، جیسا کہ آگے یہ حدیثیں آئیں گی؛ لہٰذا قیام کی حالت میں بھی یہی مسنون ہوگا۔

* **دونوں پیروں کو نہ ملاکر رکھا جائے نہ کافی فاصلے پر**؛ بلکہ اتنا ہی فاصلہ ہو جو عام حالات میں چلتے چلتے فوراً رک جانے کے وقت ہوتا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قیام میں وہ اپنے پیروں کو ملائے ہوئے ہے تو فرمایا:

خَالَفَ السُّنَّةَ وَلَوْ رَاوَحَ بَيْنَهُمَا كَانَ أَفْضَلَ.

(نسائی، حدیث نمبر: ۸۹۲)

اس نے سنت کے خلاف کیا، اگر دونوں پیروں کو جدا رکھتا تو بہتر ہوتا۔

یہی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔(ابوداؤد، حدیث نمبر: ۷۵۴) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ہے۔(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر: ۳۳۰۰)

* **نگاہوں کو سجدہ کی جگہ پر رکھا جائے**، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں سجدہ میں نگاہ کہاں رکھوں تو آپ نے فرمایا:

عِنْدَ مَوْضِعِ سُجُودِكَ يَا أَنَسُ.

(سنن کبری بیہقی، حدیث نمبر: ۳۵۴۴)

اے انس! سجدے کی جگہ پر رکھو۔

* **ثناء پڑھے**، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے آغاز کے بعد یہ پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۷۷۶)

قراءت کا مسنون طریقہ

* **اولاً تعوذ پڑھے**، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قراءت سے پہلے یہ پڑھتے تھے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر:۲۵۸۹)

خیال رہے کہ تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے، باقی رکعات میں صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا مسنون ہے۔

* **اس کے بعد تسمیہ پڑھے**، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں قراءت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی، اور نماز کے بعد اپنے شاگردوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(سنن کبری بیہقی، حدیث نمبر:۲۳۹۴)

میری نماز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔

* **سورۂ فاتحہ پڑھے**، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ.

(مسلم، حدیث نمبر:۳۹۵)

جس شخص نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز نامکمل ہے۔

* سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہے، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہا:

قَالَ: آمِينَ يَخْفِضُ بِهَا صَوْتَهُ. (مستدرک حاکم، حدیث نمبر: ۲۹۱۳)

* **اس کے بعد کوئی اور سورت (مکمل یا کچھ حصہ) پڑھے**، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ.

(ابوداؤد، حدیث نمبر: ۸۱۸)

ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم سورۂ فاتحہ پڑھیں اور (قرآن کا) وہ حصہ جو آسان ہو۔

قراءت کی مقدار بھی فقہاء نے احادیث کی روشنی میں طے کی ہے، چنانچہ انہوں نے تین قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ طوال مفصل: سورۂ حجرات تا سورۂ بروج۔

۲۔ اوساط مفصل: سورۂ بروج تا سورۂ بینہ۔

۳۔ قصار مفصل: سورۂ بینہ تا سورۂ ناس۔

فجر وظہر میں طوال مفصل کی سورتیں، عصر وعشاء میں اوساط مفصل کی سورتیں اور مغرب میں قصار مفصل کی سورتیں مسنون ہیں، یا تو بعینہٖ یہی سورتیں پڑھے یا ان کی مقدار کے برابر قرآن میں سے جہاں سے چاہے۔(الدر مع الرد ا / ۵۴۰)

* **پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبی کرے،** حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يُطَوِّلُ فِي الأُولَى، وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ. (بخاری، حدیث نمبر: ۷۵۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی رکعت لمبی اور دوسری مختصر کرتے تھے۔

* **جہری نمازوں میں بھی آہستہ سے قراءت کرے** کہ بازو والے کو آواز سنائی نہ دے۔(الدر مع الرد ا / ۵۰۴)

رکوع کا مسنون طریقہ

* **رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہی جائے،** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ، وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ.

(ترمذی، حدیث نمبر: ۲۵۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بار جھکتے اٹھتے ، کھڑے ہوتے بیٹھتے تکبیرات کہا کرتے تھے، اور حضرت ابوبکر وعمر بھی۔

* **رکوع میں صرف اتنا جھکے کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جائیں**، ان پر صرف ہاتھ رکھے، مضبوطی سے نہ پکڑے، گھٹنوں کو موڑ کر رکھے، بازو کو پہلو سے ملا دے اور انگلیاں ملا کر رکھے۔(الدر مع الرد ا/۵۰۴)

* **سبحان ربی العظیم پڑھے**، کم سے کم تین دفعہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ، فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ. (ترمذی، حدیث نمبر:۲۶۱)

جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور اس میں تسبیح تین بار پڑھے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا، اور یہ (تین بار) کم سے کم مقدار ہے۔

اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ گیارہ بار پڑھے۔(مرقاۃ المفاتیح ۲/۷۱۶) تین سے زائد جتنی چاہے پڑھے صرف یہ خیال رکھنا چاہیے کہ طاق عدد ہو۔(البحر الرائق ۱/۳۳۴)

* **رکوع سے اٹھتے وقت** سمع اللہ لمن حمدہ کہے، اس کے بعد ربنا لک الحمد کہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل نقل کرتے ہیں:

قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. (بخاری، حدیث نمبر:۷۳۵)

(رکوع سے اٹھنے کے بعد) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسمیع وتحمید کہتے۔

* **رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جائے**، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ، حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا. (مسلم، حدیث نمبر:۴۹۸)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع سے سر اٹھانے کے بعد جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ نہ کرتے۔

سجدہ کا مسنون طریقہ

* **سجدے میں جاتے وقت تکبیر کہی جائے**، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ، وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ.

(ترمذی، حدیث نمبر: ۲۵۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بار جھکتے اٹھتے، کھڑے ہوتے بیٹھتے تکبیرات کہا کرتے تھے، اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی۔

* **سجدہ میں پہلے دونوں گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے**، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ. (ترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۸)

میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو رکھتے ہوئے دیکھا۔

اور حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے:

إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهَهُ.

(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر: ۲۹۵۸)

جب آپ سجدہ کرتے تو پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر چہرہ رکھتے۔

* **چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہو**، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ. (مسلم، حدیث نمبر: ۴۰۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔

* **انگوٹھے کان کے پاس ہوں**، حضرت وائل رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں:

ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ، فَكَانَتْ يَدَاهُ مِنْ أُذُنَيْهِ ... (نسائی، حدیث نمبر:۱۱۰۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا، تو آپ کے ہاتھ کانوں کے مقابل تھے۔

* **ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں**، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِذَا سَجَدَ ضَمَّ أَصَابِعَهُ. (سنن کبری بیہقی، حدیث نمبر:۲۶۹۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو انگلیاں ملا لیتے۔

* **سجدہ میں عورت سمٹی ہوئی رہے، اپنے اعضاء زمین سے ملائے رکھے اور پیٹ ران سے ملا ہوا ہو**، حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر دو عورتوں کے پاس سے ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں، تو آپ نے ان سے فرمایا:

إِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ. (سنن کبری بیہقی، حدیث نمبر:۳۲۰۱)

جب تم دونوں سجدہ کرو تو جسم کا بعض حصہ زمین سے ملا لیا کرو؛ کیوں کہ عورت اس میں مرد کی طرح نہیں ہے۔ (یعنی مردوں کی طرح اعضاء کو جدا جدا نہیں رکھے گی۔)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

إِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَتْ فَخِذَهَا عَلَى فَخِذِهَا الْأُخْرَى، وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا فِي فَخِذَيْهَا كَأَسْتَرِ مَا يَكُونُ لَهَا، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَقُولُ: يَا مَلَائِكَتِي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهَا.

(سنن کبری بیہقی، حدیث نمبر:۳۱۹۹)

جب عورت نماز میں بیٹھے تو ایک ران دوسری ران پر رکھ لے، اور سجدہ کرے تو پیٹ ران سے اس طرح ملالیا کرے کہ زیادہ سے زیادہ مستور ہوجائے، اللہ تعالیٰ اس عورت کو دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے اس کی مغفرت کردی۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ، وَلْتُلْصِقْ فَخِذَيْهَا بِبَطْنِهَا.

(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر: ۵۰۶۹)

جب عورت سجدہ کرے تو سرین کے بل ہوجائے اور پیٹ کو ران سے ملالے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے:

تَجْتَمِعُ وَتَحْتَفِزُ. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۷۸۲)

عورت اعضاء کو ملائے ہوئے اور سمٹ کر رہے گی۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

إِذَا سَجَدَتْ فَلْتَضُمَّ يَدَيْهَا إِلَيْهَا، وَتَضُمَّ بَطْنَهَا وَصَدْرَهَا إِلَى فَخِذَيْهَا، وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ.

(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر: ۵۰۶۹)

جب عورت سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو ملالے، پیٹ اور سینے کو ران سے ملالے، اور حتی المقدور سمٹ جائے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَلْزَقْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا... وَلَا تُجَافِي كَمَا يُجَافِي الرَّجُلُ. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۷۸۲)

جب عورت سجدہ کرے تو پیٹ کو ران سے چپکالے اور مرد کی طرح

جدا نہ رکھے۔

حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہما سے بھی یہی منقول ہے:

إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَإِنَّهَا تَنْضَمُّ مَا اسْتَطَاعَتْ، وَلَا تَتَجَافَى. (مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر:٥٠٦٨)

جب عورت سجدہ کرے تو حتی المقدور سمٹ جائے اور اعضاء کو جدا نہ رکھے۔

* **سجدہ میں سرین اونچی نہ کرے**، حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ...لَا تَرْفَعُ عَجِيزَتَهَا. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر:٢٧٨٢)

جب عورت سجدہ کرے تو اپنی سرین نہ اٹھائے۔

یہی بات حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہما سے منقول ہے:

وَلَا تَتَجَافَى لِكَيْ لَا تَرْفَعَ عَجِيزَتَهَا. (مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر:٥٠٦٨)

عورت اعضاء کو جدا نہ رکھے؛ تاکہ اس کی سرین اٹھ نہ جائے۔

* **سبحان ربی الاعلی پڑھے**، کم سے کم تین دفعہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

إِذَا سَجَدَ، فَقَالَ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ.

(ترمذی، حدیث نمبر:٢٦١)

جب سجدہ کرے اور اس میں تسبیح تین بار پڑھے تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا، اور یہ (تین بار) کم سے کم مقدار ہے۔

اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ گیارہ بار پڑھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ٢/٧١٦) تین سے زائد جتنی

چاہے پڑھے صرف یہ خیال رکھنا چاہیے کہ طاق عدد ہو۔ (البحر الرائق ۱/ ۳۳۴)

* **سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر کہے**، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ. (بخاری، حدیث نمبر: ۷۸۹)

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سجدہ سے) سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے۔

جلسہ (دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے) کا مسنون طریقہ

* **جلسہ کا مسنون طریقہ** وہی ہے جو قعدہ کا ہے، جس کا بیان آگے آرہا ہے۔
* **جلسہ میں یہ دعا پڑھے:**

رَبِّ اغْفِرْ لِي. (نسائی، حدیث نمبر: ۱۱۴۵)

اے میرے رب! میرے گناہوں کو معاف فرمایئے۔

اور یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي.
(ابوداؤد، حدیث نمبر: ۸۵۰)

اے اللہ تعالیٰ! میری مغفرت فرمایئے، مجھ پر رحم کیجیے، مجھے عافیت دیجیے، سیدھی راہ پر چلا دیجیے، اور رزق عطا کیجیے۔

سجدہ سے دوسری رکعت میں جانے کا مسنون طریقہ

* سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے چہرہ پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھائے، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... إِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. (ترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۸)

میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے دیکھا۔

اور حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے:

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ رَفَعَ وَجْهَهُ، ثُمَّ يَدَيْهِ، ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ.

(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر:۲۹۵۸)

جب آپ کھڑے ہونا چاہتے تو پہلے چہرہ پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھاتے۔

* **سجدہ سے اٹھ کر سیدھے کھڑی ہو جائے، بیٹھے نہیں**، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے نماز کا طریقہ بتلاتے ہوئے اس طرح کیا:

ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ. (ابوداؤد، حدیث نمبر:۹۶۶)

(دوسرے سجدہ سے) تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے، بیٹھے نہیں۔

* **اٹھتے وقت بلا عذر زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے**، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ.

(ابوداؤد، حدیث نمبر:۹۹۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں اٹھتے وقت ہاتھوں کا سہارا لینے سے منع فرمایا ہے۔

* **دوسری رکعت میں ثناء اور تعوذ نہ پڑھے**، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ. (مسلم، حدیث نمبر:۵۹۹)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو الحمد سے قراءت کا آغاز فرماتے، خاموش نہیں رہتے۔ (کہ اس درمیان ثناء و تعوذ پڑھ لیں۔)

قعدہ کا مسنون طریقہ

* **قعدہ میں دونوں ہاتھ ران پر رکھے**، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ ... وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى. (مسلم، حدیث نمبر:۵۷۹)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قعدہ میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔

* **سرین کے بل بیٹھے**، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب زمانۂ نبوی میں عورتوں کے نماز میں بیٹھنے کی کیفیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ، ثُمَّ أُمِرْنَ أَنْ يَحْتَفِزْنَ.

(مسند ابی حنیفۃ، حدیث نمبر:۳۷)

عورتیں چہار زانو بیٹھا کرتی تھیں، پھر انہیں سرین کے بل بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔

* **دونوں پاؤں دائیں جانب نکال لے**۔ (ہدایہ مع فتح القدیر ۱/ ۳۱۲)

* **تشہد پڑھے** (قعدۂ اولیٰ میں صرف اسی پر اکتفا کرے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح یہ منقول ہے:

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ... أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. (بخاری، حدیث نمبر:۸۳۱)

* **تشہد میں انگلی سے اشارہ کرے**، جس کی کیفیت یہ ہو:
  - اشارہ کے موقع پر خنصر و بنصر کو موڑ لیا جائے۔
  - وسطیٰ اور ابہام سے حلقہ بنایا جائے
  - شہادت کی انگلی سے قبلہ کی جانب اشارہ کیا جائے۔

- نگاہ بھی اس انگلی پر جمی ہوئی ہو۔
- لا الہ پر انگلی اٹھائی جائے اور الا اللہ پر رکھ دی جائے۔
- انگلی کو حرکت دیتی نہ رہے۔
- انگلیوں کے موڑے رکھنے اور حلقہ بنانے کی یہ کیفیت نماز کے ختم تک رکھے۔

(یہ ان احادیث کا خلاصہ ہے جو اس بابت وارد ہوئی ہیں، دیکھیں: ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۹۱۲، سنن کبری بیہقی، حدیث نمبر: ۲۷۸۴، ابوداؤد، حدیث نمبر: ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ مکمل تفصیل کے لیے مطالعہ کیا جائے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز، ص: ۱۳۱ تا ۱۳۵)

* **درود ابراہیمی پڑھے**، حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. (بخاری، حدیث نمبر: ۳۳۷۰، ومسلم، حدیث نمبر: ۴۰۶)

* **دعائے ماثورہ پڑھے**، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے استفسار پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں ان کو یہ دعا کرنے کی تعلیم دی تھی:

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ.

(بخاری، حدیث نمبر: ۸۳۴، ومسلم، حدیث نمبر: ۲۷۰۵)

* **سلام پھیرے**، پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے:

كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. (ترمذی، حدیث نمبر:۲۹۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں اور بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔

* **سلام میں** فرشتوں کی نیت کرے، اور دوسرے سلام کی آواز پہلے سلام سے پست رکھے۔ (مراقی الفلاح، ص:۱۰۲و۱۰۳)

* **نماز کے بعد** استغفار ودعا کرے، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد تین مرتبہ استغفر اللہ کہتے اور یہ دعا پڑھتے:

اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. (مسلم، حدیث نمبر:۵۹۱)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دعا کی تلقین فرمائی تھی:

اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

(ابوداؤد، حدیث نمبر:۱۵۲۲)

یہ دعائیں پڑھنا زیادہ بہتر ہے، اس کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگی جاسکتی ہیں؛ بلکہ مانگنی چاہئیں؛ کیوں کہ فرائض کے بعد دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(ترمذی، حدیث نمبر:۳۴۹۹)

چند شبہات اور ان کا ازالہ

(۱) کیا مرد وعورت کی نماز کا فرق صرف فقہ حنفی میں؟

مرد وعورت کے طریقۂ نماز کا فرق گزشتہ صفحات میں فقہ حنفی کے مطابق احادیث وآثار کی روشنی میں ذکر کیا گیا، اور یہ فرق صرف فقہ حنفی میں نہیں ہے؛ بلکہ دیگر مسالکِ فکر میں بھی اس فرق کو ملحوظ رکھا گیا ہے، ذیل میں مختصر طور پر اس فرق کو ذکر کیا جارہا ہے۔

مسلکِ مالکی

رکوع، سجدہ اور قعدہ تمام حالات میں مرد کی طرح عورت اپنے اعضاء کو علاحدہ نہیں رکھے گی؛ بلکہ ملا کر رکھے گی، علامہ دسوقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ: يُنْدَبُ كَوْنُهَا مُنْضَمَّةً)أَيْ بِحَيْثُ تَلْصَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَمِرْفَقَيْهَا بِرُكْبَتَيْهَا.

(حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر للدردیر ۱/۲۵۰)

عورت کا سمٹی ہوئی رہنا مستحب ہے، اس طور پر کہ پیٹ کو ران سے اور کہنیوں کو گھٹنوں سے چپکائے رکھے۔

اور علامہ قیروانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وهی فی هيأة الصلاة مثله غير أنها تنضم ولا تفرج فخذيها ولا عضديها وتكون منضمة منزوية فی جلوسها وسجودها وأمرها كله. (الرسالۃ ۱/۳۴و۳۵)

ہیئتِ نماز میں عورت مرد کی مانند ہے، فرق اتنا ہے کہ وہ سمٹ کر رہے گی، اپنی ران اور بازو کو کشادہ نہ کرے گی، بیٹھنے، سجدہ کرنے اور ہر حال میں سمٹی ہوئی اور اعضاء کو ملائے ہوئے رکھے گی۔

مسلکِ شافعی

* مردوں کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں؛ اس لیے فرق کی ضرورت نہیں رہی، عورت بھی وہیں تک ہاتھ اٹھائے گی، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ذَكَرْنَا أَنَّ مَذْهَبَنَا الْمَشْهُورَ أَنَّهُ يَرْفَعُ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.

(المجموع شرح المهذب ۳/۳۰۷)

ہمارا مشہور مذہب کندھوں تک ہاتھ کے اٹھانے کا ہے۔

* رکوع میں عورت بازو کو پہلو سے ملا کر رکھے، علامہ ابوالحسین عمرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وإن كان المصلي امرأة..لم تجاف، بل تضم المرفقين إلى الجنبين. (البيان في مذهب الشافعي ۲/۲۰۹)

اگر عورت نماز پڑھ رہی ہو تو ہاتھوں کو پہلو سے ملا کر رکھے۔

* سجدہ میں عورت اعضاء کو باہم ملائے رکھے گی، پیٹ کو ران سے اور بازو کو پہلو سے، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(وَتَضُمُّ الْمَرْأَةُ) نَدْبًا بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ وَتُلْصِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا فِي جَمِيعِ الصَّلَاةِ لِأَنَّهُ أَسْتَرُ لَهَا.

(تحفۃ المحتاج ۲/۷۶)

عورت پوری نماز میں ایک عضو کو دوسرے سے ملا کر رکھے گی، اور (سجدہ میں) پیٹ کو ران سے؛ کیوں کہ اس میں زیادہ ستر ہے۔

مسلک حنبلی

عورت تحریمہ میں ہاتھ نہیں اٹھائے گی، اسی طرح رکوع، سجدہ اور قعدہ تمام حالات میں مرد کی طرح عورت اپنے اعضاء کو علاحدہ نہیں رکھے گی؛ بلکہ ملا کر رکھے گی، نیز قعدہ میں دونوں پیر دائیں جانب نکال لے گی، علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَالثَّانِيَةُ: لَا يُشْرَعُ، لِأَنَّهُ فِي مَعْنَى التَّجَافِي، وَلَا يُشْرَعُ

ذٰلِكَ لَهَا، بَلْ تَجْمَعُ نَفْسَهَا فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَسَائِرِ صَلَاتِهَا. (المغنی ۱/ ۳۴۰)

دوسری روایت یہ ہے کہ ہاتھ اٹھانا درست نہیں؛ کیوں کہ اس میں تجافی (اعضاء کو علیحدہ رکھنا) ہے، اور تجافی عورت کے لیے جائز نہیں؛ بلکہ وہ رکوع، سجدہ اور ساری نماز میں سمٹی رہے گی۔

اور علامہ شرف الدین صالحی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والمرأة كالرجل في ذلك إلا أنها تجمع نفسها في الركوع والسجود وجميع أحوال الصلاة وتجلس متربعة أو تسدل رجليها عن يمينها وهو أفضل. (الاقناع ۱/ ۱۲۵)

نماز میں عورت مرد کی طرح ہے؛ البتہ رکوع، سجدہ اور نماز کی تمام حالتوں میں وہ سمٹ کر رہے گی، چار زانو بیٹھے گی یا دونوں پیر دائیں جانب نکال کر، اور یہ افضل ہے۔

(۲) ایک حدیث اور اس کا صحیح محمل

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں آیا ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي. (بخاری، حدیث نمبر: ۶۳۱)

تم اسی طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں مرد و عورت دونوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ دونوں کو اسی طریقہ پر نماز ادا کرنی چاہیے جس طریقہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا اصل مفہوم ہے: جس طریقہ کی میں نے تعلیم دی ہے اسی طریقہ کے مطابق نماز پڑھو، مردوں کے لیے الگ تعلیم ہے اور عورتوں کے لیے الگ؛ لہٰذا ہر ایک اسی تعلیم کے مطابق نماز پڑھے گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے

اسے ملی ہے، اور حدیث مذکور کا یہ مصداق متعین کرنا ضروری ہے؛ تا کہ ان احادیث کے خلاف نہ ہو جائے جن میں صراحت کے ساتھ دونوں کی نماز میں فرق کا ذکر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تو بالکل واضح فرما دیا ہے:

فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِي ذٰلِكَ كَالرَّجُل.

(سنن کبریٰ بیہقی، حدیث نمبر: ۳۲۰۱)

عورت اِس (نماز) کے سلسلے میں مرد کی طرح نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ خطاب اگر چہ عام ہے؛ لیکن اس میں عموم ملحوظ نہیں ہے؛ بلکہ مردوں کے ساتھ وہ خاص ہے، عورتوں کے لیے الگ حکم ہے، اس کی نظیر حج کے مسائل ہیں، جیسے تلبیہ بلند آواز سے پڑھنے اور میلین اخضرین کے درمیان دوڑنے کا عام حکم ہے؛ لیکن عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، اور اس اختصاص واستثناء کی دو صورتیں ہوتی ہیں، یا تو خطاب عام کے بعد مستثنیٰ کے لیے الگ حکم بیان کر دیا جاتا ہے، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا. (معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر: ۲۸)

جب تم نماز پڑھو تو اپنے ہاتھ کان تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ اپنے پستانوں (سینہ) تک اٹھائے گی۔

یہاں مرد وعورت دونوں کے لیے الگ حکم بیان کیا گیا ہے۔

یا اصولی طور پر ان کا استثناء ہوتا ہے، جیسے فقہاء نے ایک اصول اخذ کیا کہ عورتوں میں تستر کا لحاظ ہونا چاہیے، اور اسی پر انہوں نے سجدہ وغیرہ کا طریقہ الگ مقرر کیا۔

(۳) سجدے میں ہاتھ پھیلانے کی ممانعت

یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ عورت کے سجدے کے طریقے میں یہ بات آئی کہ وہ بالکل سمٹ کر اور اعضاء کو باہم ملا کر سجدہ کرے گی، اور اس کے ہاتھ زمین پر بچھے ہوئے ہوں گے،

جب کہ حدیث میں اس طریقے کی ممانعت آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا يَفْتَرِشْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ. (ابوداؤد، حدیث نمبر:۸۹۷)

سجدے میں اعتدال رکھو، اور تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ کتے کی طرح نہ بچھائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ممانعت مردوں کے ساتھ خاص ہے، عورتوں کے لیے اس کی ممانعت نہیں ہے، جس کا قرینہ یہ ہے کہ صحیح مسلم میں یہی روایت آئی ہے، اور اس میں مرد کی صراحت موجود ہے:

يَنْهَى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ.
(ابوداؤد، حدیث نمبر:۴۹۸)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد کو اپنے ہاتھ درندے کی طرح بچھانے سے منع فرماتے تھے۔

رہی عورت تو وہ ہاتھ بچھائے رکھے گی، جیسا کہ سابق میں اس کے دلائل آچکے ہیں، علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ ممانعت کی حدیث نقل کرنے کے بعد صراحت کی ہے:

وَهَذَا فِي حَقِّ الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَيَنْبَغِي أَنْ تَفْتَرِشَ ذِرَاعَيْهَا ... لِأَنَّ ذَلِكَ أَسْتَرُ لَهَا. (بدائع الصنائع ۱/ ۲۱۰)

یہ مرد کے حق میں ہے، رہی عورت تو اس کے لیے اپنے ہاتھ بچھا لینا مناسب ہے؛ کیوں کہ اس میں ستر زیادہ ہے۔

مساجد میں خواتین کی آمد

نماز میں تین باتیں اہم ہیں: نماز پڑھنا، جماعت کے ساتھ پڑھنا اور مسجد میں ادا کرنا، ان میں سے پہلے حکم میں مرد اور عورتیں دونوں برابر ہیں، جیسے مردوں پر نماز فرض ہے، اگر عورتیں ناپاکی کی حالت میں نہیں ہو تو ان پر بھی فرض ہے۔

پھر فرض نمازوں میں جماعت کی بڑی اہمیت ہے، اللہ تعالیٰ نے خود اس کا حکم فرمایا ہے:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ. (بقرہ: ۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کے ساتھ مسجد میں تو نماز پڑھائی ہی ہے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض مواقع پر گھر میں بھی جماعت سے نماز پڑھائی ہے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۳۰۱۳) البتہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں بہ مقابلہ تنہا ادا کرنے کے کسی قدر مشقت ہے؛ اسی لئے مردوں پر تو جماعت واجب قرار دی گئی، عورتوں پر واجب نہیں رکھی گئی (عمدۃ الرایۃ علی شرح الوقایۃ: ۹/ ۱۱۲) تاہم اگر کوئی عورت جماعت میں شریک ہونا چاہے تو آپ نے اس سے منع بھی نہیں فرمایا؛ اسی لئے مسجد نبوی میں جو جماعت ہوتی، اس میں آگے مردوں کی، درمیان میں بچوں کی اور پیچھے خواتین کی صفیں ہوا کرتی تھیں۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۲۸۹۶)

نماز سے متعلق تیسری اہم بات مسجد میں نماز کے ادا کرنے کی ہے، یوں تو روئے ارض پر کہیں بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے؛ مگر مسجد چوں کہ خاص طور پر نماز ہی کی ادائیگی کے لئے بنائی جاتی ہے؛ اس لئے اس کی خاص اہمیت ہے، اور مردوں پر واجب ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو مسجد کی جماعت میں شریک ہوں۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۴۳۸) البتہ یہ واجب کفائی ہے۔ (بدائع الصنائع: ۱/ ۱۵۵)

دورِ نبوی میں عورتوں کی باجماعت نماز میں شرکت

اب اہم سوال یہ ہے کہ کیا عورتوں کو مردوں کی طرح معمولاً مسجد میں نماز ادا کرنا چاہئے، اور جماعت میں شریک ہونا چاہئے؟ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے؛ چوں کہ عبادت میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں، اس پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ہدایات بھی دی ہیں کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع نہیں کیا جائے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجد میں آنے سے منع نہ کرو؛ لیکن ان کو سیدھے سادھے اور کشش سے خالی لباس کے ساتھ مسجد جانا چاہئے:

لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ. (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۶۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ فجر اور عشاء کی نماز مسجد میں جماعت سے ادا کرتی تھیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو پسند نہیں کرتے تھے؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کی وجہ سے کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع نہیں کیا جائے، زبان سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۹۰۰)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خواتین مسجد میں نماز ادا کیا کرتی تھیں، ان کی صف پیچھے ہوتی تھی، اور ان کو ہدایت تھی کہ وہ سلام کے فوراً بعد مسجد سے نکل جائیں اور مردوں کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ سلام کے بعد تھوڑا اٹھہر کر کھڑے ہوں؛ تاکہ عورتیں پہلے نکل جائیں۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۸۶۶-۸۷۰) اسی طرح عورتوں کے عیدگاہ جانے کا بھی ذکر آیا ہے، حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف عمر کی خواتین کو عیدگاہ جانے کو فرماتے تھے؛ البتہ جو عورتیں حیض کی حالت میں ہوتیں، وہ نماز میں شریک نہیں ہوتی تھیں، نماز گاہ سے الگ رہتیں اور دعاء میں شامل ہو جاتیں؛ البتہ اس بات کو ضروری قرار دیا گیا تھا کہ ان کے چہروں پر گھونگھٹ موجود ہو، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کے پاس کوئی کپڑا موجود نہ ہو جو چہرہ وغیرہ

کو چھپالے تو اسے چاہئے کہ کسی سے عاریت پر حاصل کرلے:

فَلْتُعِرْهَا أُخْتُهَا مِنْ جَلَابِيبِهَا. (ترمذی، حدیث نمبر:۵۳۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول منقول ہے کہ آپ اپنی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات کو نماز عید کے لئے بھیجا کرتے تھے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُخْرِجُ بَنَاتِهِ وَنِسَاءَهُ إِلَى الْعِيدَيْنِ. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر:۵۷۸۴)

مزاج شریعت

لیکن چوں کہ خواتین کا مسجدوں اور اجتماعی جگہوں پر جانا بعض دفعہ فتنہ کا باعث بن جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے نہ صرف افراد بدنام ہوتے ہیں؛ بلکہ مقدس مقامات کی حرمت متاثر ہوتی ہے؛ اس لئے بنیادی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے گھر میں ہی نماز پڑھنے کو پسند فرمایا ہے، اس سلسلہ میں حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا سے کئی روایتیں منقول ہیں، وہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہو؛ لیکن تمہارا اپنے کمرہ میں (بیت) نماز پڑھنا بہتر ہے کمرہ کے باہر نماز پڑھنے سے، اور کمرہ کے برآمدہ (حجرہ) میں نماز پڑھنا بہتر ہے گھر کے صحن (دار) میں نماز پڑھنے سے، اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا بہتر ہے قوم کی مسجد (محلہ کی مسجد میں) نماز پڑھنے سے، اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے، صحابہؓ کا حال یہ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے سامنے اپنی ہر خواہش کو قربان کر دیا کرتے تھے؛ چنانچہ انہوں نے اپنے کمرہ کے ایک تاریک کونہ میں اپنے لئے نماز کی ایک جگہ مقرر کرلی اور آخر دم تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر:۱۶۸۹)

اسی سے اہل علم نے یہ بات اخذ کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ہدایت کہ عورتوں کو

مسجد میں جانے سے منع نہیں کیا جائے، جواز یا زیادہ سے زیادہ استحباب کے طور پر ہے، ایسا کرنا واجب نہیں ہے:

وَفِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِأَنْ لَا يُمْنَعْنَ أَمْرُ نَدْبٍ وَاسْتِحْبَابٍ، لَا أَمْرُ فَرْضٍ وَإِيجَابٍ، وَهُوَ قَوْلُ الْعَامَّةِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. (بیہقی، حدیث نمبر:۵۳۷۱)

اسی لئے متعدد صحابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے گھر کی خواتین کو یا عمومی طور پر تمام خواتین کو مسجد اور عیدگاہ میں جانے سے منع فرما دیا تھا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک خاتون کو جو جمعہ کی نماز کے بارے میں دریافت کر رہی تھیں، فرمایا: تمہارا اپنے گھر کے کونہ میں نماز پڑھ لینا بہتر ہے برآمدہ میں نماز پڑھنے سے:

صَلَاتُكِ فِي مَخْدَعِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكِ فِي بَيْتِكِ. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر:۷۶۱۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خواتین کو مسجد سے نکال دیا کرتے تھے:

يُخْرِجُهُنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر:۷۶۱۷)

اس طرح کے بہت سے اقوالِ صحابہ اور محدثین سے منقول ہیں، اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جہاں مرد و زن کا اختلاط ہوتا ہے، وہاں فتنے جنم لیتے ہیں؛ اسی لئے بعض حضرات نے عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دی؛ لیکن بعض تحدیدات کے ساتھ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو صورتوں میں عورت کے مسجد جانے کو قابل قبول قرار دیا، ایک یہ کہ مسجد حرام میں نماز پڑھے، دوسرے یہ کہ عمر دراز عورت ہو، اور وہ موزہ پہن کر نماز کے لئے جائے:

إِلَّا أَنْ تُصَلِّيَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، إِلَّا عَجُوزٌ فِي مِنْقَلَيْهَا يَعْنِي خُفَّيْهَا. (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر:۷۶۱۴)

اسی طرح بعض حضرات نے فجر اور عشاء کی نماز میں عورتوں کو مسجد آنے کی اجازت دی ہے (بخاری، حدیث نمبر: ۸۶۵) کیوں کہ یہ وقت تاریکی کا ہوتا ہے اور انسان پوری طرح نظر نہیں آتا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر شریعت کا رمز شناس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج شناس کون ہوسکتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانہ میں فرمایا کہ عورتوں کی آج جو کیفیت ہوگئی ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا ہوتا تو بنی اسرائیل کی خواتین کی طرح عورتوں کو مسجد آنے سے منع فرمادیا ہوتا:

لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيل.

(بخاری، حدیث نمبر: ۸۶۹)

حاصل کلام

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات، صحابہ کے آثار، دین کے مجموعی مزاج و مذاق اور فقہاء کی تصریحات کو سامنے رکھتے ہوئے خواتین کے مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے کے سلسلہ میں جو نکات سامنے آتے ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) اسلام میں عورتوں کو پورا احترام دیا گیا ہے، اور اس احترام کا ایک پہلو یہ ہے کہ خواتین کے مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت نہیں ہے، جیسا کہ برادران وطن کے یہاں بعض مندروں میں خواتین نہیں جاسکتیں، حرمین شریفین کو مسجدوں میں بھی ایک خاص حیثیت اور تقدس حاصل ہے، اس کے باوجود مسلمان عورتوں کو وہاں جانے کی اجازت ہے، اور ہمیشہ سے اس کا تعامل رہا ہے۔

(۲) اگر کوئی عورت مسجد میں انفرادی طور پر نماز ادا کرلے جیسے راستہ سے گزرتے ہوئے مسجد ملی اور وہاں ایک کونہ میں نماز پڑھ لی، پردہ کا پورا خیال رکھا، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳) عورتوں کے لئے مسجد میں نماز ادا کرنے کے مقابلہ گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے، جیسا کہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا کی روایت سے واضح ہے؛ اس لئے یہ درست نہیں ہے کہ خواتین کو ترغیب دی جائے کہ وہ مسجد میں جا کر جمعہ وعیدین کی نماز ادا کیا کریں؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے گھر کے ایک کونہ میں نماز پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔

(۴) رہ گئی یہ بات کہ عورتوں کو مسجد میں جماعت کے وقت جماعت سے اور جب جماعت کا وقت نہ ہو تو انفرادی طور پر نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں خواتین کی نماز کے لئے انتظام رکھنا چاہئے یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں ہمارے یہاں خاصی افراط وتفریط پائی جاتی ہے، ایک گروہ اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ عورتوں کو مردوں ہی کی طرح مسجد جانے کی ترغیب دینی چاہئے اور ہر مسجد میں ان کے لئے نماز کا انتظام ہونا چاہئے، یہ منشاء دین سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرما دیا کہ عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے تو پھر اس پر اصرار کرنے کے کوئی معنیٰ نہیں ہیں، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جس اندیشہ کا اظہار فرمایا ہے، وہ ان کے زمانہ کے مقابلہ اب بدرجہا بڑھا ہوا ہے، اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آخر آج کے دور میں خواتین، شاپنگ اور دوسرے کاموں کے لئے تو نکلا ہی کرتی ہیں، اگر نماز کے لئے نکلیں تو اس میں کیا بری بات ہے؟ لیکن ضروری ہے کہ ہم دونوں کے فرق کو سامنے رکھیں، اولاً تو ویسے بھی عورتوں کا شاپنگ کے لئے نکلنا کوئی بہتر بات نہیں ہے؛ لیکن غور کیجئے کہ اگر بازار میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آجائے تو اس سے بازار بدنام ہوگا، اور اسی طرح کا واقعہ اگر مسجد میں پیش آئے تو اس سے مسجد کی حرمت پامال ہوگی، اور مسجد کی طرف اس کی نسبت ہوگی، جیسا کہ آج کل برادرانِ وطن کی عبادت گاہوں میں ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں اور وہ معاشرہ میں بدنام ہیں؛ اس لئے موجودہ زمانہ کے احوال اس کے لئے بالکل موزوں نہیں ہیں کہ خواتین کو مسجد میں نماز پنج گانہ ادا کرنے کی دعوت دی جائے، اور شریعت میں جہاں دو طرح کے احکام ہوتے ہیں، ان کا

ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ دو مختلف حالات کے لحاظ سے دونوں پر عمل کیا جائے، قرون اولیٰ کے حالات اتنے برے نہیں تھے تو عورتیں مسجدوں میں جماعت سے نماز ادا کیا کرتی تھیں، اور موجودہ دور میں اخلاقی مفاسد بہت بڑھ گئے ہیں؛ اس لئے ہمیں اُس طریقہ پر عمل کرنا چاہئے، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ بہتر قرار دیا ہے۔

باجماعت نماز سے روکنا عورتوں کے حق میں رحمت

بعض تجدد پسند مرد اور خواتین اس بات کو عورتوں کی تذلیل قرار دیتے ہیں کہ اُن کو جماعت میں شریک ہونے سے روکا جائے، یہ محض ناسمجھی اور کم فہمی کی بات ہے، یہ تذلیل نہیں ہے، رعایت ہے، یہ ان کی حق تلفی نہیں ہے؛ بلکہ ان کے لئے چھوٹ ہے، عورتوں کا سب سے اہم کردار ماں ہونے کا ہے، جب وہ ماں بنتی ہیں تو جنت ان کے قدموں کے نیچے آجاتی ہے؛ کیوں کہ وہ بچوں کی پرورش کے لئے اپنے آپ کو قربان کردیتی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے گھر کی منتظم بھی ہوتی ہیں اور تمام امور خانہ داری ان ہی سے متعلق ہوتے ہیں، جس ماں نے رات میں جاگ کر بچوں کو سُکھ پہنچایا ہو، جو اپنے سینہ میں محفوظ پاک غذا کے سرچشمہ سے اپنے نونہالوں کو سیراب کرنے کے لئے بار بار اُٹھی ہو، اور فجر کے وقت نینداس کی آنکھوں میں سمائی ہوئی ہو، اگر اسے اس وقت فجر کی نماز کے لئے مسجد جانا لازم ہوتا تو سوچئے کہ اسے کتنی دشواری ہوتی، جس عورت کو اللہ نے نازک اندام اور سبک خرام بنایا ہے، اگر دوپہر کی آگ اگلتی ہوئی دھوپ میں مسجد جانے پر مجبور کیا جاتا تو یہ بات اس کے لئے کس درجہ پریشانی کا باعث ہوتی؟ اس لئے اسلام نے جیسے زندگی کے دوسرے مسائل میں خواتین کے ساتھ خصوصی رعایت کا معاملہ کیا ہے، کہ حج میں کوئی محرم مددگار یا شوہر ساتھ نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں، اس پر جہاد فرض نہیں، اور کسب معاش کی ذمہ داری نہیں، وغیرہ وغیرہ، اسی طرح اس مسئلہ میں بھی اس کے ساتھ رعایت کا پہلو اختیار کیا گیا ہے۔

چند قابل غور پہلو

موجودہ دور میں بہت سی جگہ مسجدوں میں خواتین کے لئے نماز کا انتظام ضروری

محسوس ہوتا ہے، جیسے بازاروں کی مسجدیں کہ خواتین وہاں آئیں اور نماز کا وقت ہو جائے تو وہ نماز سے محروم نہ رہ جائیں، ریلوے اسٹیشن، بس اسٹینڈ، ائیر پورٹ، کورٹ، ہاسپیٹل کے قریب کی مسجدیں؛ کیوں کہ یہ ایسے مقامات ہیں، جہاں ضرورتاً خواتین کو آنا پڑتا ہے، اگر ان کے لئے نماز کا انتظام ہو تو نماز قضاء نہیں ہوتی، اسی طرح ہائی وے پر جو مسجدیں ہوتیں ہیں، ان میں بھی اس انتظام کی ضرورت ہے، رمضان المبارک میں عورتوں کی بڑی تعداد نماز تراویح کا اہتمام نہیں کر پاتی، حافظ قرآن کے پیچھے قرآن سننے کا جذبہ لوگوں میں تراویح کے اہتمام کا محرک بنتا ہے، عام طور پر محلہ میں کئی مسجدیں ہوتی ہیں، اگر ایک مسجد سے متصل خواتین کے لئے ہال بنا دیا جائے؛ تا کہ اڑوس پڑوس کی خواتین یہاں نماز پڑھ لیں تو اس میں بھی کوئی حرج نظر نہیں آتا، اسی طرح تعلیمی اداروں میں مسلمان لڑکیوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہوتی ہے، اگر ان اداروں کے قریب خواتین کے لئے نماز کا مصلیٰ بنا دیا جائے؛ تا کہ وہ ظہر وعصر کی نمازیں یہاں ادا کر لیں، اس طرح وہ نمازیں پڑھیں گی اور ان کو اس کی عادت پڑے گی۔

پھر موجودہ دور میں عموماً مسجدوں کے ساتھ طبعی حاجات کے لئے بھی انتظام ہوتا ہے، یوں تو کسی کا بھی ادھر اُدھر استنجاء کے لئے بیٹھ جانا بہتر بات نہیں؛ لیکن خاص کر خواتین کے لئے یہ زیادہ دشواری کا باعث ہے؛ اس لئے اگر بازار اور ہائی وے وغیرہ کی مسجدوں میں خواتین کے حصہ میں باتھ روم کا نظم بھی رکھا جائے تو یہ ان کے لئے بے حد سہولت کا باعث ہوگا۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے یہاں دین کی جو کچھ باتیں کہی جاتی ہیں، ان سے زیادہ تر مرد ہی استفادہ کرتے ہیں، جمعہ کے بیانات ہوں، دعوتی اجتماعات ہوں، سیرت کے جلسے ہوں، مدارس کے پروگرام ہوں، اصلاح معاشرہ کی کانفرنسیں ہوں، ان میں بے چاری خواتین کو شاذ و نادر ہی استفادہ کا موقع ملتا ہے؛ حالاں کہ عورت خاندان کی بنیاد ہوتی ہے اور اسی کی گود بچوں کی پہلی درس گاہ بنتی ہے؛ اس لئے ضرورت ہے کہ

شہر کی بعض مسجدوں سے قریب خواتین کے لئے اجتماع ہال تعمیر کیا جائے اور اس کو مسجد کے مائک سے مربوط کر دیا جائے؛ تا کہ جمعہ سے پہلے جو بیان ہو، اسے خواتین بھی سن سکیں، اور اس سے بھی بہتر ہے کہ مسجد سے گھروں کو ایسا کیبل کنکشن دیا جائے کہ خواتین اپنے گھروں میں بیانات کو سن سکیں، اِس وقت خواتین کی تربیت دونوں پہلوؤں سے ضروری ہے، اس پہلو سے کہ وہ معاشرہ کی اصلاح کریں اور ان کے ذریعہ ایک اچھے سماج کی تشکیل ہو، اور اس لئے بھی کہ عورتوں کو بنیاد بنا کر اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا کی جارہی ہیں، خواتین اس کی حقیقت سے واقف ہوں اور وہ دوسری بہنوں کو اسلام کے بارے میں مطمئن کر سکیں، اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب اصلاحی پروگراموں اور تذکیری خطابات میں خواتین کی شرکت کا نظم کیا جائے۔

حاصل یہ ہے کہ نہ یہ درست ہے کہ خواتین کو مسجد جانے کی ترغیب دی جائے اور ہر مسجد میں ان کے لئے نماز کا انتظام ہو اور نہ یہ درست ہے کہ جہاں مسجدوں میں خواتین کے لئے نماز کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے، جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا، وہاں بھی اس ضرورت کو نظر انداز کر دیا جائے۔ (مساجد اور خواتین از فقیہ العصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم مع حذف)

تمرینی سوالات

سوال۱: مرد وعورت کے درمیان شرعی احکام میں جو فروق ہیں ان میں سے چند کا ذکر کیجیے۔

سوال ۲: اُن فروق سے کیا بات واضح ہوتی ہے۔

سوال ۳: عورت کے مستور رہنے سے متعلق کوئی ایک حدیث ذکر کیجیے۔

سوال ۴: نماز میں مرد وعورت کے درمیان فرق کی بنیادی علت اور وجہ کیا ہے؟

سوال ۵: قیام میں کن امور کا خیال رکھنا چاہیے؟

سوال۶: تحریمہ میں کن چیزوں کی رعایت ہونی چاہیے؟

سوال ۷: رکوع میں کون سی باتیں ملحوظ رہیں؟

سوال ۸: سجدے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

سوال ۹: سجدے سے دوسری رکعت کے لیے کس طرح کھڑے ہو؟

سوال ۱۰: تشہد میں انگلی سے اشارے کی مکمل کیفیت ذکر کیجیے۔

سوال ۱۱: سلام کا سنت طریقہ بتلائیں۔

سوال ۱۲: ہاتھ کہاں تک اٹھانا مسنون ہے؟ دلیل کے ساتھ لکھیں۔

سوال ۱۳: ہاتھ کہاں باندھے؟ اس سلسلے میں کوئی آیت یا حدیث موجود ہے؟ اگر نہیں تو کس بنیاد پر اس کو مسنون کہا گیا؟

سوال ۱۴: قیام کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ بتلایا گیا: اِعْتَدَلَ قَائِمًا۔ اس کا مطلب بیان کریں۔

سوال ۱۵: قیام میں پیروں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھنے کے مسنون ہونے کی دلیل کیا ہے؟

سوال ۱۶: قراءت سے پہلے تعوذ وتسمیہ پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

سوال ۱۷: جہری نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کرنا کیسا ہے؟

سوال ۱۸: قراءت کی مسنون مقدار کیا ہے؟

سوال ۱۹: رکوع اور سجدے میں کتنی بار تسبیح پڑھنی چاہیے؟

سوال ۲۰: سجدے میں انگوٹھے کہاں ہوں؟ اور انگلیاں ملی ہوئی ہوں یا جدا؟ مع دلیل ذکر کریں۔

سوال ۲۱: سجدے کا طریقہ مع دلائل سمجھ کر لکھیں۔

سوال ۲۲: دوسری رکعت میں ثنا اور تعوذ پڑھنے کا حکم دلیل کے ساتھ لکھیں۔

سوال ۲۳: نماز کے بعد کون سی دعائیں پڑھنا مسنون ہے؟

سوال ۲۴: کیا مرد وعورت کی نماز کا فرق صرف فقہ حنفی میں ہے؟

سوال ۲۵: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تو یہ ہے، پھر عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملی طریقہ سے خلاف کیوں نماز ادا کرتی ہیں؟

سوال ۲۶: نماز میں سجدے کے اندر ہاتھ بچھانے کی ممانعت ہے، پھر عورت کیوں ہاتھ بچھاتی ہیں؟

سوال ۲۷: دور نبوت اور دور صحابہ میں عورتیں مسجد کی با جماعت نماز میں شریک ہوتی تھیں یا نہیں؟

سوال ۲۸: دور نبوت کے بعد عورتوں کو مسجد آنے سے روکنے کی وجہ کیا ہے؟

سوال ۲۹: کیا عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز میں شرکت سے روکنا ان کی توہین ہے؟

سوال ۳۰: مساجد میں خواتین کی آمد کے سلسلے میں موجودہ دور میں کیا بہتر انتظامات ہو سکتے ہیں اور معتدل موقف کیا ہے؟

فہرستِ مراجع و مآخذ

۱- بخاری، امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ (م:۲۵۶ھ) دار طوق النجاۃ
۲- مسلم، امام مسلم بن حجاج قشیریؒ (م:۲۶۱ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت
۳- نسائی، امام احمد بن شعیب نسائیؒ (م:۳۰۳ھ) مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب
۴- ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (م:۲۷۹ھ) دار الغرب الاسلامی
۵- ابوداؤد، امام ابوداؤد سجستانیؒ (م:۲۷۵ھ) المکتبۃ العصریۃ بیروت
۶- ابن ماجہ، امام ابن ماجہ قزوینیؒ (م:۲۷۳ھ) دار احیاء الکتب بیروت
۷- مسند ابی حنیفہ، امام ابوحنیفہؒ روایۃ الحصکفی (م:۱۵۰ھ) الآداب، مصر
۸- مستدرک علی صحیحین، امام حاکم نیشاپوریؒ (م:۴۰۵ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت
۹- صحیح ابن خزیمہ، امام ابن خزیمہ نیشاپوریؒ (م:۳۱۱ھ) المکتب الاسلامی بیروت
۱۰- صحیح ابن حبان، امام محمد بن حبان دارمیؒ (م:۳۵۴ھ) مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
۱۱- سنن کبریٰ، علامہ ابوبکر بیہقیؒ (م:۴۵۸ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۲- معجم کبیر طبرانی، امام ابوقاسم طبرانیؒ (م:۳۶۰ھ) مکتبۃ ابن تیمیۃ القاہرۃ
۱۳- معجم اوسط طبرانی، امام ابوقاسم طبرانیؒ (م:۳۶۰ھ) مکتبۃ ابن تیمیۃ القاہرۃ
۱۴- مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ (م:۲۳۵ھ) مکتبۃ الرشد ریاض
۱۵- مصنف عبدالرزاق، مام ابوبکر عبدالرزاق صنعانیؒ (م:۲۱۱ھ) المجلس العلمی ہند
۱۶- مسند احمد، امام احمد بن حنبلؒ (م:۲۴۱ھ) مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
۱۷- مرقاۃ المفاتیح، ملا علی قاریؒ (م:۱۰۱۴ھ) دار الفکر، بیروت
۱۸- کتاب الام، امام محمد بن ادریس شافعیؒ (م:۲۰۴ھ) دار المعرفۃ بیروت
۱۹- ہدایہ، امام برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۰- بدائع الصنائع، علامہ علاء الدین کاسانیؒ (م:۵۸۷ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲۱- البحر الرائق، علامہ زین الدین ابن نجیمؒ (م:۹۷۰ھ) دار الکتاب الاسلامی
۲۲- فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ، ملاعلی قاریؒ (م:۱۰۱۴ھ) شرکۃ دار الارقم بیروت
۲۳- مراقی الفلاح، علامہ حسن شرنبلالیؒ (م:۱۰۶۹ھ) المکتبۃ العصریۃ
۲۴- الدر المختار مع رد المحتار، علامہ علاء الدین حصکفیؒ (م:۱۰۸۸ھ) و علامہ ابن عابدین شامیؒ (م:۱۲۵۲ھ) دار الفکر بیروت
۲۵- درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، علامہ علی حیدر آفندیؒ (م:۱۳۵۳ھ) دار الجیل بیروت
۲۶- الشرح الکبیر ومعہ حاشیۃ الدسوقی، علامہ احمد دردیرؒ (م:۱۲۰۱ھ) وعلامہ ابن عرفہ دسوقیؒ (م:۱۲۳۰ھ) دار الفکر
۲۷- الرسالۃ، علامہ عبداللہ قیروانی (م:۳۸۶ھ) دار الفکر
۲۸- المجموع شرح المہذب، امام یحییٰ بن شرف نوویؒ (م:۶۷۶ھ)
۲۹- البیان فی مذہب الامام الشافعی، علامہ ابوحسین عمرانیؒ (م:۵۵۸ھ) دار المنہاج جدۃ
۳۰- تحفۃ المحتاج، علامہ ابن حجر ہیتمیؒ (م:۹۷۴ھ) المکتبۃ التجاریۃ الکبری مصر
۳۱- المغنی، علامہ ابن قدامہ مقدسیؒ (م:۶۲۰ھ) مکتبۃ القاہرۃ
۳۲- الاقناع مع کشاف القناع، علامہ موسی بن احمد حجاویؒ (م:۹۶۸ھ) وعلامہ منصور بہوتیؒ (م:۱۰۵۱ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳۳- فقہ حنفی کے مسائل نماز احادیث وآثار، مفتی عبیداللہ اسعدی، مکتبہ احسان لکھنؤ
۳۴- عورت کی نماز، مفتی محمد شعیب اللہ خان مفتاحی، مکتبہ مسیح الامت دیوبند
۳۵- مجموعۂ رسائل ومقالات (تحفظ سنت کانفرنس جمعیۃ علماء ہند) دار العلوم رحمانیہ حیدرآباد
۳۶- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز، مفتی مکرم محی الدین قاسمی، مغل پورہ حیدرآباد
۳۷- مسنون نماز، مفتیان ابوبکر جابر ورفیع الدین حنیف قاسمیان، خیر المدارس حیدرآباد
۳۸- تحفۃ النساء، مفتی شفیق احمد قاسمی، مدرسہ اصلاح البنات بنگلور
۳۹- مرد وعورت کی نماز کا فرق احادیث وفقہ کی روشنی میں، مفتی محمد سلمان مدظلہ
۴۰- مساجد اور خواتین، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، بصیرت آن لائن